45623 ـ زراعت کے لیے اجرت پر حاصل کردہ اراضی کی زکاۃ کس پر ہو گی ؟

سوال

ایك شخص نے زراعتی زمین کرایہ پر حاصل کی، تو کیا اس کی زکاۃ مالك کے ذمہ ہے یا کہ کرایہ دار پر ؟
اور اگر یہ زکاۃ کرایہ دار کے ذمہ ہے تو کیا وہ زمین سے حاصل ہونے والی مکمل آمدنی پر ہو گی، یا کہ کرایہ ادا کر کے باقی مانندہ آمدن پر ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر تو زمین کا مالك خود زرعی زمین کاشت کرتا ہے، تو اس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاۃ بھی مالك کے ذمہ ہے، اور اگر زمین کا مالك زمین کسی دوسرے کو دے یا عاریتا دے کہ وہ اسے کاشت کر لے تو اس سے حاصل ہونے والی آمدن کی زکاۃ کاشت کرنے و الے پر ہو گی.

اہل علم نے کرایہ پر حاصل کردہ زمین کی زکاۃ میں اختلاف کیا ہے، کہ آیا اس کی زمین مالك کے ذمہ ہے یا کرایہ پر حاصل کرنے والے کاشت کار پر جمہور اہل علم کے ہاں اس کی زکاۃ کاشت کار کے ذمہ ہے، لیکن احناف کے ہاں اس کی زکاۃ مالك کے ذمہ واجب ہے.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کھجور، گندم اور جو میں اس وقت زکاۃ نہیں جب تك کہ وہ ایك فرد کے پاس اور ایك ہی صنف پانچ وسق تك نہ پہنچ جائے، اور وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے، اور ایك صاع چار مد کا جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مد جتنا اور ایك مد ڈیڑھ سے سوا رطل مد کے چھوٹا بڑا ہونے کے درمیان ہوتا ہے.

چاہے وہ اپنی زمین میں اس نے کاشت کی ہو یا کسی دوسرے کی زمین میں زمین غصب کر کے، یا جائز اور ناجائز معاملات کر کے، جب نذ غصب کردہ نہ ہو چاہے وہ زمین خراج والی ہو یا عشر والی.

اور یہ قول جمہور لوگوں کا ہے، اور مالك، شافعی، احمد، اور ابو سفیان رحمہم اللہ نے یہی کہا ہے.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کم ہو یا زیادہ اس کی زکاۃ ادا کرے گا، اور اگر وہ خراج والی زمین میں ہو تو اس میں زکاۃ نہیں، اور اگر زمین کرایہ

پر ہو تو اس کی زکاۃ زمین کے مالك پر ہے نہ کہ کاشت کار پر.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 47).

احناف کے قول کو آئمہ کرام نے رد کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے نہ کہ زمین کا حق جیسا کہ احناف کہتے ہیں.

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

اور جس شخص نے زمین کرایہ پر حاصل کر کے کاشت کی تو عشر اس پر ہو گی نہ کہ مالك پر، امام مالك، ثوری، اور شریك، اور ابن مبارك، شافعی اورابن منذر رحمہم اللہ کا یہی قول ہے.

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ زمین کے مالك پر ہے، کیونکہ یہ اس کے بوجھ میں سے ہے، لہذا خراج کے مشابہ ہے.

اور ہمارے ہاں یہ ہے کہ: یہ فصل میں ہے، لہذا فصل کے مالك پر ہو گی جیسے کہ تجارت کے لیے تیار کردہ چیز کی قیمت کی زکاۃ کی طرح، اور اپنی ملکیتی زمین کی فصل کی عشر کی طرح.

اور ان کا یہ کہنا صحیح نہیں: کہ یہ زمین کے بوجھ میں سے ہے؛ کیونکہ اگر یہ زمین بوجھ اور حق میں سے ہوتی تو پھر خراج کی طرح کاشت کے بغیر بھی واجب ہوتی، اور خراج کی طرح ذمی پر بھی واجب ہوتی، اور پھر اس کا اندازہ زمین کے حساب سے لگایا جاتا نہ کہ فصل کے حساب سے، اور اسے فئی کے مصاریف میں صرف کرنا واجب ہوتا، نہ کہ زکاۃ کے مصاریف میں.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ (2 / 313 ـ 314).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے.

دیکھیں: الشرح الممتع (6 / 88).

دوم:

اور اس لیے کہ زکاۃ کی ادائیگی کاشت کار کا حق ہے لہذا جب نصاب پورا ہو جائے یعنی پانچ وسق ہو اور ایك وسق ساٹھ صاع ہے، اور نصاب (657) کلو بنتا ہے تو اسے حاصل ہونے والی ساری آمدنی سے زکاۃ نکالنا ہو گی.

زکاۃ ادا کرنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس میں سے زمین کا کرایہ کم کرے چاہے وہ فصل فروخت کرنے کے بعد

ـ جہالت یا غلطی یا تاویل کے ساتھ ـ اور زکاۃ کی ادائیگی سے قبل ہو.

اہل علم کے اقوال میں سے صحیح قول یہ ہے کہ زمین پر آنے والے خرچ میں سے کوئی بھی خرچ فصل سے نہیں نکال سکتا.

ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

کاشت کار کے لیے جائز نہیں کہ وہ کاشت کرنے یا کٹائی کرنے، یا اسے گاہنے، یا کھجور توڑنے یا کنواں کھودنے کا خرچ شامل کر کے اسے زکاۃ سے نکال دے، چاہے اس نے اس خرچ کے لیے قرض لیا ہو یا قرض نہ لیا ہو، یہ خرچ فصل کی ساری قیمت یا پھل پر آیا ہو یا نہ، اور اس جگہ سلف کا اختلاف ہے .... اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ابو محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور گندم، اور جو میں بالجملہ زکاۃ واجب قرار دی کہ جب وہ نصاب پانچ وسق یا اس سے زیادہ ہو جائے تو اس میں زکاۃ ہے، اور اس میں سے کاشت کار کا خرچہ اور کھجور کے باغ والے کا خرچ نہیں نکالا اس لیے اللہ تعالی نے جو حق واجب کیا ہے اسے قرآن و سنت کی نص کے بغیر ساقط کرنا جائز نہیں ہے، یہ امام مالك، اور امام شافعی اور ابو حنیفہ اور ہمارے اصحاب کا قول ہے.

دیکھیں: المحلی ابن حزم (4 / 66).

واللہ اعلم .